بفضل محفل آرای مجلس برین

فیض سخن

١٨٦٧

مطبع خاص منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جھکا سر کو سجدے مین با انکسار
رقم مین کرون حمد پروردگار

وہ خالق ہے سب اوسکے مخلوق ہین
وہ رازق ہے سب اوسکے مرزوق ہین

خداوند مطلق شہنشاہ کون
کہ ذات اسکی ہے صاحب نصر و عون

اوسی سے ہے سرانجام کار جہان
اوسی کی ہے قدرت سے سب کچھ عیان

پرستش کے لایق ہے وہ کردگار
کہ کن مین کیا دو جہان آشکار

وہ صانع ہے ایسا کہ ہیگا بنا
اوسی کی ہے صنعت سے ارض و سما

یہ یارون ہین عاجز تو بے شبہ جان
خیال و قیاس اور وہم و گمان

مبرا منزہ ہے شرکت سے وہ
ہر ایک جا بظاہر ہے قدرت سے وہ

نہان مین عیان ہے عیان مین نہان
جہان سے وہان ہے وہان سے جہان

مکان مین اوسے لامکان جانیے
نشان مین اوسے بے نشان جانیے

مجیب دعا و سمیع و بصیر
ظہیر و نظیر و نذیر و بشیر

جہان تک کہ ہے دورہ کائنات
زمین و فلک اور رستہ جہات

ایسی مین جو اشیا کہ موجود ہین
وے سب شاہد صنع معبود ہین

ثنا خوان ہو اوسکی مخلوق تمام
کہین و مہین و خواص و عوام

اوسیکی سے ہے قدرت کا ہر جا ظہور
ہر ایک شے مین ہے بے شبہ نزدیک و دور

اوسے سے ہے سیراب باغ جہان
اوسی نے کیا کن مین کون و مکان

اوسی سے ہے سرسبز دل کا چمن
اوسی سے ہی خرم ہر اک انجمن

اوسی سے ہی ہے پربار نخل مراد
اوسی سے ہے خندان گل اتحاد

اوسی سے ہے شادی مین دلکو سرور
اوسیکی تجلے کا ہر جا ظہور

اوسیکی سے بو گل مین اُسکا ہے رنگ
اوسی سے ہے بلبل کو نغمے کا ڈہنگ

دیا اُسنے قمری کو طوق گلو
اوسی نے کیا غنچے کو مشکبو

غرض جزو کل کا ہے خالق وہی
خلایق کا مطلق ہے رازق وہی

در نعت جناب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

سر نعت مین سر جہکاتا ہون اب
رسالت کا جلوہ دکہاتا ہون اب

قلم ہے مرا خامہ نور سے
کہ ذکر تجلی دہ طور سے

خوشا لمجت خامہ کی تسطیر سے
کہ اب نعت احمد کی تحریر ہے

زبان و دل و فکر مشغوف ہین
کہ نعت محمد مین مصروف ہین

ہر ایک لفظ رشک رخ حور ہے
قلم اپنا فوارۂ نور ہے

وسلے اسکا ہوگا نہین انتہا
جہان تک رقم کیجئے ابتدا

شفاعت کن عمدہ مخلوق ہے
خود اللہ کا خاص معشوق ہے

کہان وصف اُسکی ہو مجہسے ادا
کہ توصیف جسکی کرے ہے خدا

ولیکن کچہ اک مختصر ہے رقم
جہکا سر کو لکہتا ہے اسدم قلم

ادب کا مکان ہے ادب کا مکان
کہ اب آگیا نام آخر زمان

درود اپنے اب بہیج ما لا کلام
کہ تا پاک سب ہووے تیرا کلام

محمد وہ سلطان آفاق ہے
خدا جسکا عاشق ہے مشتاق ہے

وہی انبیا کا سر تاج ہے
ہوئی عرش پر جسکو معراج ہے

کیا اسنے قدرت کو حق سے عیان
بنایا اسیکے لیے سب جہان

انہون پر درود و انہون پر سلام
سلامی ہین جنکے فرشتے تمام

مقدس مشرف ہے امجد ہے وہ
بجد تکہ ہے سیم احمد ہے وہ

بس اب کہہ کے صل علے انکبار
رقم کر یہان سے بعز و وقار

در منقبت جناب چہار یار یعنی اصحاب کبار

رسول خدا کے جو ہین یار غار
وہ ہین قصر دین کے ستون چہار

خدا کے وہی چارون گزیدہ ہین سب
کہ اوصاف اونکے حمیدہ ہین سب

وہی ختم رسل کے تھے ہر چار یار
دل و جان سے تھے چارون انپر نثار

اقارب تھے احباب تھے یار تھے
فدا نام حضرت پہ ہر بار تھے

جون اربع عناصر تھے یہ چار یار
کہ اسلام نے پایا جنسے وقار

عبادت مین صدیق حق طاق تھے
صداقت مین مشہور آفاق تھے

عدالت مین فاروق مشہور تھے
سراسر وہ نور علے نور تھے

حیا مین تھے عثمان یکتائے عصر
مراتب مین انکے نہین کچھ ہے قصر

شجاعت ولایت مین حضرت علی
تھے مشہور آفاق رب کے ولی

رسول خدا کو یہ چارون عزیز
خدا کی قسم تھے اسے اہل تمیز

دو او نمین خسر اور دو داماد تھے
کہ فعل شنیعہ سے آزاد تھے

یہ اسلام کے گہر کے چارون چراغ
مٹا ظلمت کفر کا اون سے داغ

در منقبت بنت رسول جناب حضرت بتول علیہا التحیۃ والسلام

وہ بنت نبی حضرت فاطمہ
کہ رتبون کا جسکے ہوا خاتمہ

رسول خدا کے وہ لخت جگر
وہ لخت جگر اور نور البصر

معطر ہے عنبر سے اسدر کی خاک
کہ ہے سرمۂ چشم وہ خاک پاک

کنیزیں تھی حورون کو جسکے ہوا
لقب جسکا ہے پاک خیر النسا

ظہور کرامت زسر تا بپا
معلے جناب و مقدس لقا

تجلاے انوار رب انام
تھا مخصوص اس ذات مین لا کلام

وہ پاک اوسکا وہ عالی وقار
جہان پاسبان تھے ملک سے ہزار

در منقبت سبط رسول دارین جناب حضرت حسین

وے شاہنشہ ہر دو کونین دو — زمانے مین ہین مفخر وارین دو
امام جہان سید الاولیا — شہ ذو الامان خسرو دوسرا
امانت کرامت ولایت تمام — خدا نے اونہین پر کیا اختتام
خدائی کے مختار والا حسب — امام زمان اور عالی نسب
شہید معظم نبی پاک ذات — کہ کونین مین برگزیدہ صفات
بلا گفتگو نور چشم رسول — غرض نخل دین کے وے دو نو پھول
بنام مقدس حسین و حسن — وے دو نو برادر ہین شاہ زمن

در تعریف جناب غوث الاعظم محبوب درگاہ خالق عالم

لکھون غوث اعظم کی تعریف کو — رقم مین کرون اوسکی توصیف کو
لقب غوث اعظم ہے شہ کائنات — ہے قطب عالم ستودہ صفات
وہ محبوب حق خسرو اولیا — مقدس خطاب اور فرخ لقا
ہو ذات پاکش بہ آل نبی — بہ اولاد امجاد حضرت علی
زمانے مین مشہور پیران پیر — دو عالم کے حق کی قسم دستگیر
جہان اوسکو محبوب سبحان کہے — حبیب اپنا خود جسکو یزدان کہے
کہ معراج مین جسکو حضرت رسول — یہ فرما دین اے نور چشم بتول
قدم دوش پر رکھکے باصد خوشی — قدم تیرا بر پشت جملہ ولی

در توصیف حضرت خواجہ صاحب چشتی

جناب ذوالقدر والاتبار — کہ ہین خواجہ دین و عالی وقار
وطن حضرت پاک کا شہر چشت — ہین خدام اوس گھر کے اہل بہشت
بنی فاطمہ سید ہاشمی — حسینی خوش القاب آل نبی
معلے نشان و مبارک مقام — ذوالقدر و ذی جاہ فرخندہ نام
امام المشائخ امیر دو کون — شہ زمرہ اولیا اہل عون
گل گلشن فضل پروردگار — رہے مظہر جلوہ کردگار

قلم وصف مین جسکے قاصر زبان
تو میری زبان مین توان پھر کہان

کہ جسکے بیان مین یہ عاجز قلم
کرون اوسکی تعریف کیونکر رقم

سبب تالیف کتاب مسرت انبساط

پلا ساقیا بادہ ارغوان
جہکا دے نشے مین مجہے اک زمان

پلا دے نشہ مین جہکا دے مجہے
کوئی دم تو بیخود بنا دے مجہے

پلاکر شراب دو سالی کا جام
دکہا دے ذرا جلوۂ احتشام

مین ہون رند و مستانہ و مے پرست
بنا دے مجہے جلد مست الست

سما منزلت کا دکہا دے مجہے
گل باغ رفعت سنگہا دے مجہے

مکان طبیعت کو توصاف کر
مرے دل کا آئینہ شفاف کر

پلاکر کوئی ساغر مل مجہے
دکہا دے عروج تجمل مجہے

کہ تالیف کا مجسکو ہیگا خیال
خوشی اندرون دل یہ ہیگی کمال

کیا ختم تعریف و توصیف کو
ذرا سنئے اب وجہ تالیف کو

سبب یہ کہ اک سرور نامدار
ذو القدر نواب عالی وقار

مسافر نواز و رعیت پناہ
امیر زمان صاحب عز و جاہ

ریاست کا جسکے مکان دلکشا
جو ہے شہر اک جاورہ خوشنما

وسلے عرف مین گلشن آباد ہے
ہر اک دل وہان غمسے آزاد ہے

وہانکا یہ نواب ذی احتشام
فلک رتبہ ہے اور گردون مقام

ہے نام غوث محمد سعید
ہے مرہون افضال رب مجید

ہمیشہ سے بندے پہ وہ نامور
خداوند جاہ و خداوند زر

نہایت سے ہے اعزاز و اکرام سے
زبس بخشش و لطف و انعام سے

نظر مرحمت کی بایں حال زار
وہ مبذول فرماتا ہے نامدار

یہ اک قدر دانی کا ہے مقتضا
امارت نجابت کا ہے خاصتا

وگرنہ مین اک کہتر و دلفگار
زمانے کے ہاتہون ہون لیل و نہار

مین اک بیکس و خاکسار فقیر
وہ اک نامدار امیر کبیر

کہان مین کہان وہ معلے جناب　　کہان میرا یہ حال خستہ خراب
وہ ذرہ پرور و خورشید ہے　　اوسیکا کرم مجھہ پہ جاوید ہے
اوسی کی ہی مین زیر فرمان ہون　　اوسی کا ہے ممنون احسان ہون
اہمد اس بارگاہ فلک جاہ مین　　اور اس بزم کیوان درگاہ مین
ہیرے ایک مشفق ہین والاخطاب　　شریف و مکرم معلے جناب
ہے نام اونکا نصر اللہ آفاق مین　　وہ مشہور ہین لطف و اخلاق مین
جہان مین ہین نامی بفضل الہ　　کہ ہے نغمے سے بدل داہ واہ
بہت صاحب عز و توقیر ہین　　بہت صاحب عقل و تدبیر ہین
میرے حال پر اونکا لطف و کرم　　نہایت سے ہے مبذول ہے دمبدم
ہے نواب ذی جاہ و اقبال کے　　خوش اقبال فرخندہ افعال کے
اک آرام جان دختر خوش گہر　　کہ اونکی ہی دل بند و نور نظر
دعا ہے یہ میری کہ اے بے نیاز　　تو کر خضر سے عمر اوسکی دراز
رہے آل و اولاد سے بہرہ ور　　نہال امید اوسکا ہو بار ور
رہے بخت بیدار اوسکا مدام　　قدم بوس دولت ہو ہر صبح و شام
غرض یہ کہ تاریخ مسعود مین　　اور اس ساعت نیک محمود مین
تجمل سے اور عزت و شان سے　　جلوس اور شاہانہ سامان سے
بصد شوکت و عشرت و باخدم　　ہوئی اوسکی شادی بجاہ و حشم
معاً منشی صاحب نے مجھکو لکھا　　عنایت سے شادی کا سب ماجرا
یہ مژدہ بسان وحی از سما　　ہوا گوش زد میرے جسوقت آ
تو کیا اپنا اوس دم کا عالم کہون　　خوشی جو ہوئی مجھکو حد سے فزون
خوشی مین نظر رنج آتا نہ تھا　　مین جامے مین پھولا سماتا نہ تھا
اسی شادمانی سے با صد خوشی　　یہ تصنیف کی دلکشا مثنوی
اسی بزم شادی مین اسے ذی کرم　　اسی جشن عشرت مین والا ہمم
مین کرتا ہون درعرض خود سے حضور　　وہ سے قرب اجابت ہون با صد سرور
تصدق سے اس نیک فرزند کے　　تصدق سے شادی دلبند کے

کہ پہلے عنایت سے اے نامور ‎ ‎ ہنر پایا تو اس نظم ناقص کو کر
پھر اس بعد سے کار ذیشان سے ‎ ‎ میں ہوں پرورش آپ کے خوان سے
کرتا غیر کی پھر نہ ہو التجا ‎ ‎ تو للہ کر میرے حاجت روا
بس اب ہاتھ اٹھا کر سوئے خدا ‎ ‎ یہ کرتا ہوں حقین تیری میں دعا

در مناجات حضرت مجیب الدعوات

کہ اے قاضی حاجت بندگان ‎ ‎ وای سامع عرض واماندگان
رہیں جب تلک یہ مہ و آفتاب ‎ ‎ اور افواج انجم بصد آب و تاب
رہے جب تلک بس یہ دور فلک ‎ ‎ رہے جب تلک بزم جن و ملک
رہے جب تلک دورہ ماہ و سال ‎ ‎ رہے جب تلک یہ کمال و زوال
رہے جب تلک بحر و بر کی بنا ‎ ‎ رہیں جب تلک بندگان خدا
رہے جب تلک شور دریای شور ‎ ‎ رہیں جب تلک ماہی و مرغ و مور
رہیں جب تلک سب وحوش و طیور ‎ ‎ رہے جب تلک منزل قرب و دور
رہے جب تلک یہ سپید و سیاہ ‎ ‎ رہے جب تلک جلوہ مہر و ماہ
رہے جب تلک یہ بقا و فنا ‎ ‎ رہے جب تلک یہ عنا و غنا
رہے جب تلک یہ عدم اور وجود ‎ ‎ رہے جب تلک دور بود و نبود
رہے جب تلک آسمان و زمین ‎ ‎ رہیں جب تلک یہ مکان و مکین
رہے جب تلک بزم شادی و غم ‎ ‎ رہے جب تلک دور سہل و اہم
رہے جب تلک خلقت انس و جن ‎ ‎ رہے جب تلک خلق سب مطمئن
رہے جب تلک بزم عیش و طرب ‎ ‎ رہے جب تلک دورہ روز و شب
رہے جب تلک دلربائے نشاط ‎ ‎ رہے جب تلک عالم انبساط
رہے جب تلک رطب و یابس تمام ‎ ‎ رہے جب تلک محفل خاص و عام
رہے جب تلک ہستی بے ثبات ‎ ‎ رہے گا جب تلک عالم ممکنات
رہے جب تلک صنعت نظم و نثر ‎ ‎ رہے جب تلک محفل دور عصر
رہے جب تلک گرم بزم سخن ‎ ‎ رہے جب تلک دورہ علم و فن

رہے جب تلک یہ نشیب و فراز
یہ نواب ذیجاہ قائم رہے
یہی سلطنت اور یہی مال و زر
یہی اوج و ثروت یہی اقتدار
یہی پھول پھل اور یہی چمن
یہی شوکت و حکم و جاہ جلال
یہی فوج و لشکر یہی عز و جاہ
یہی سب امیر و یہی سب حشم
یہی خویش سب اور اقارب تمام
یہی سب سرانجام و یہ عز و شان
یہی سب عروج اور یہی سب وقار
یہی عدل و احکام اور برتری
یہی سب تزک اور یہی سب سرور
یہی اوج رفعت یہی اژدہام
یہی انتظام اور یہی اہتمام
یہی آل و اولاد مسعود بخت
یہی سب مکین اور یہی سب مکان
یہی نور دیدہ یہی خوش خصال
یہی اہل عفت یہی دلربا
یہی بنت نواب شوکت پناہ
یہی دخت و داماد رشک چمن
رہیں شاد و خندان یہ گل سے مدام
بڑھے آل و اولاد انکی خدا
رہیں بس اسی طور پر با مراد
الٰہی بحق محمد نبی

رہے جب تلک عالم امتیاز
یہی حشمت و اوج دائم رہے
یہی منزلت اور یہی کر و فر
یہی جاہ و صولت یہی افتخار
یہی شادمانی یہی انجمن
یہی حشمت و دولت بےزوال
یہی جلوہ صولت بارگاہ
یہی سب جلیس اور برنا و پیر
یہی کارخانہ یہی انتظام
یہ ماہی مراتب یہ تخت روان
یہی سب جلوس اور یہی سب تیار
یہی بخت ناصر یہی سروری
یہی سب امارت کا جوش و فور
یہی شادمانی یہی دھوم دھام
رہے روز و شب اور صبح و شام
ہمیشہ رہے اسی زیبندہ تخت
رہیں تا کہ رہو یوں زمین آسمان
یہی ماہ طلعت فرشتہ جمال
یہی قرۃ العین فرخ لقا
یہی جاہ وش غنچہ لب کج کلاہ
یہی دونوں گلرنگ و گل پیرہن
بحق محمد علیہ السلام
رہے تاکہ قائم یہ ارض و سما
یہ گل دونوں گلشن میں خندان و شاد
بحق بتول و بحق علی

بحق ابا بکر و حق عمر
بعثمان و حیدر شہ نامور

بحق شہ باقر خوش لقا
بحق شہ جعفر پارسا

بحق شہ موسے کاظم امام
بحق رضا سید خاص و عام

بحق نقی و بحق تقی
بحق شہ مہدی و عسکری

بحق شہ غوث اعظم جناب
بحق شہ خواجہ خوش خطاب

بحق ہمہ آل و اہل رسول
بہ آل و بہ اولاد حضرت بتول

قصیدہ ختنۂ نور چشم فرزند ارجمند محمد اسمعیل خان نور البصر محمد غوث محمد خان

صبح ہوتے ہی میری آنکھ لگی جو ایکبار
اتنے مین آیا مرے پاس خرامان دلدار

خواب نوشین مین سنی اسکی جو مین نے آہٹ
کھل گئی آنکھ میری اوسگھڑی فوراً ایکبار

دیکھتا کیا ہون کہ پہلو مین مرے رشک پری
ہنستی بیٹھی ہے مجھے کرتی ہی طلب پیار

سر سے لے پاؤن تلک غرق جواہر مین سب
ہوکے آئی تھی میری پاس جو وہ مہ رخسار

رشک شمشاد قد و گل سا تھا چہرہ اوسکا
خوش خرام ایسی نہین کبک مین ویسی رفتار

دلبری ہاتھ مین اور حکم مین اوسکے غمزہ
دلربائی کے لیے باندہ کمر تھی تیار

آنکھ مارے جو کبھی جسکے طرف آنکھ سے وہ
دلمین کھٹکا کرے بس اسکے ہی الفت کا خار

مر گئی جو کہین کو تو وہ پڑتا تھا کہین
مئے عیش کے نشہ سے ہوئی تھی سرشار

خواب مین دیکھے اگر اسنے صنم کو مارے
برہمن سنگ یہ بتخانہ کے سر سو سو بار

سن جو پوچھو تو برس پندرہ یا سولہ کا
عقل کا تارا چمکتا تھا جبین پر اظہار

اپنے پہلو مین سے بیٹھے جو دیکھا مین نے
ہوگیا دیکھتے ہی اوسکو مین نقش دیوار

مجھکو الفت سے لگی کہنے کہ سید حسن تو
مژدہ دینے کو مین آئی ہون تجھے ہوشیار

طبع کے باز کو تو اوج سخن پر لاوے
مرغ مضمون کے صیاد یہ ہے وقت شکار

مین نے تب اوس سے یہ پوچھا کہ ہے تو کون بھلا
نام کیا ہے ترا بتلا مجھے اے ماہ نگار

ہنسکے کہنے لگی کیا تجھکو نہین ہے معلوم
مین تو وہ ہون کہ مجھے چاہے صغار و کبار

نام شادی ہے میرا کہہ دی سب مجھے مضمون چند
عمر ضایع تو عبث کرتا ہے واہی اے یار

جاوری مین جو ہے نواب امیر ابن امیر
نام ہے محتشم اوسکا وہ ہے ایک عالی وقار

اوسکی فرزند کی ختنہ کی ہوئی ہی شادی
دہوم سے ایسی کہ مین کیا کرون اوسکا اظہار

چشم گردون نی او ر گوش زمانہ نے کبہی
دیکہی ایسی نہ سنی عمر مین شادی کی بہار

لکہہ مسے اوسکل کی سے مجہے جلد مبارکبادکا
باغ مضمون مین طوطی سا تو ہو شکر بار

چلے کر جسمین نغمۂ بلبل سخن نے
لکہتے آب سی سبزہ سبی جہان ہوشیار

تاکہ ہو گل سا شگفتہ تیری خاطر اوسدم
پہیر اس عرصہ مین تو طبع کا اپنے رہوار

توسن خامہ کو تیر او مین سنکر مین نے
عرصۂ صفحہ پہ جولان کیا سو سو بار

الغرض مین سے نی کیا جبکہ قصیدہ کو تمام
نجم طالع میرا چمکا وہ مین لبس زہرہ وار

سنکے مضمون کو وہ کہنے لگے صل علے
طبع کے ابر سے کیا خوب یہ پہولا گلزار

سے مین لیجاتی ہون یہ سلک گہر اوسکی حضور
نذر کرتی ہو نہین جاتی ہی یہ گوہر شہوار

صبح ہوسے نی ہی مرخص ہوی وہ گل اوسدم
کہہ سکے یہ شعر کیا ختم دعا پر اشعار

گلشن عمر مین رکہہ اسکو خدایا خندان
بحق پنجتن پاک و آل اطہار

قصیدہ تہنیت شادی دختر نیک اختر قدسیہ بیگم نواب غوث محمد خان محتشم الدولہ احتشام جنگ بہادر

رات دلداری مین لگی جو گئی انکہہ جہپک
پہر گئی چشم و نمین ہی شبی دلبر کی جہلک

نظر لون سے ملتے ہی چکا چوند ہوئی دیدۂ مین
بقعۂ نور تہا اک عرش سے لی فرش تلک

شب وہ نوری ہولی جون روز امید مسعود
لیلۃ القدر جیسی دیکہہ کے جہٹ جاسی سرک

کثرت نور سے یون چارون جہت روشن تہی
جو جواہر کی سے نمودار دمک

بقعۂ خورشید پروین سے کے تجلے کے لیے
ایک سج مرتج سے تہا تختۂ مینا تہا فلک

خواب نوشین مین صدا ناز کے یون سن پایا
دست انداز سے دی گویا کسی نے دستک

دیکہتا کیا ہون کہ اک نازنین بستر پہ سے
جون بہبوکی سی نئی بیٹہی ہی زلیلین سی سبک

ترچہی نظرون سے اگر جسکی طرف ماری آنکہہ
خار الفت رہی بس دلمین او سی کی کہٹک

ایک قدم ناز سے گر ہوی خرامان بچمن
کبک قربان ہو رفتار کی دیکہہ اوسکی لٹک

بکمہ پائی تخدا ثمرابمین گر اوس بت کو
برہمن سنگ پہ تبخانہ کی سر دی پٹک

عالم مستی مین مخمور جوانی کے دن
بس سے عیش کی نشہ مین وہ بیتی تہی بہک

حسن وہ تھا کہ پری اوس سے پری کو سون تھی
آئی ایک ہاتف تی تب تہنیت کی جو وہ مجکو نظر
دل لگے سے وہ مجہی کہنے لگی ہنس ہنس کر
مرغ مضمون کے صیاد یہ ہے وقت شکار
مین نے ذرا دسکو کہا کون ہے تو ماہ جبین
مسکرا کہنے لگی ہو نہین کہو … کی عزیز
خانہ آباد ہو نہین نام ہے شادی میرا
واسطے جاورہ نواب جو ہے اہل کرم
نام جو غوث محمد ہے وہ قطب دین کا
وہ گل باغ امارت ہی خلیق اور سخی
شل دارا حشمہ عدل مین مثل کسرے
لخت دل قدسیہ خاتون ہی جو اس اقدس کے
حور عصمت مین ہے وہ چمن مین رشک پری
بزم شاہانہ مین اوس شاہ کے شاد و خرم
باغ عشق مین آ سی دیتی مین گل سی ہنس ہنس
تو بھی جا دی میری آقا کو مبارک بادی
گلشن ہستی مین جون گل ہی رہیگا خندان
بخت تیرا ہو یہان سبزۂ خوابیدہ رہے
گر تو ہے سید و اشراف تو وہ ہین نواب
اپنی بیگانون یہ یکسان ہے نظر اوسکی سدا
سنکے یہ مین نے ہین شاخ قلم ہاتھمین لی
کیا تیار یہ گلدستۂ رنگین اشعار
گلشن جاورہ کی نخل حکومت ہین جو
ایسا سردار بہلا انکی سوا کون ہے ہان
جی مین شگفتہ ین ادسکی مین پڑھون یہ مطلع

حور و غلمان ہے دو بالا رخ انور کی چمک
رہگیا دیکھہ کے جون شکل نہالی مین بہک
آئی ہون دینی کو خوشخبری مین سید نجمہ چمک
چنگل باز مین کیم چنگ و رباب و طبلک
حور سے پاسے پری یا کہ ہے غلمان کہ ملک
جانتے چاہتے مین مجہکو ضعیف و بالک
مژدۂ فرحت دل لائی ہون ایک پری تلک
سروری مین ہے بلا ریب وہ شاہ ترک
کہین دیکھا نہ سنا ایسا ولی آج تلک
جسکے اخلاق کی خوشبو کی جہان مین ہے مہک
دست امداد مین حاتم سا ہی وہ زیر فلک
اوس گل خوبی کی شادی کی ہی ان دن مہک
نہ جہا ما در گیتی نے ہی اوس سا طفلک
شادیان لاتی ہین خوشش کہتر و مہتر یکیک
غنچۂ وصف کی تو تونے سلامی کی شلک
عمر دوران کرتا ہے ضائع تیری واہی بکبک
تہنیت گوئی مین ہان اسکی تو بلبل سا چہک
چشم شبنم سا وہ بیدار رہی چشمہ تلک
تو ہے ذی آبرو و در سا تو وہ دریائی خنک
فیض دریا کا سمجھتا ہی سنا کر سے … تک
رشتۂ نظم مین یہ پہول … لی یک یک
جسکے خوشبو سی کھلا غنچۂ احباب تہک
اونکے ہی نذر کے لائق ہین یہ سب گل بیشک
جسکو سادات کہین ہر گہڑی الله …
مطلع ماہ سی ہی جسکے فرزند ہو سے چمک

تو وہ گل ہی کہ تجھی گتی ہے بلبل یہ چہک — تیری خوشبوی کرم سی جہانمین ہی مہک
مین ہون ناچیز میری شعر ہی ناچیز مین پر — نگہہ مہر ہو تیری تو یہ سب جاوے چمک
تیری سرکار سی نگہہ مجھکو نہین مطلب اور — ہو تیری چشم کرم سے میری ساغر کی چھلک
یعنی سب کام سدہر جاتا ہین تیری ای شاہا — کشت امداد سے کردی میری جاری جھمک
زیست تک فیض ہی تیری یہ تجھی ہی نقصان — سوچ مار اکری جون صورت دریای اٹک
اس گداکار ہی امداد یہ تیرے تکیہ — زینت مسند فقرا کہین جاوے نہ سرک
ہیں الٰہی رہے قایم تیری گدی آباد — یہ دعاہی میری اشام ہی سے صبح تلک
خوش کرو آپ تجھی انکو رب شاد رہے — باغ حضرت رہے سرسبز رنگ سبزک
ہین سماعیل جو فرزند گرامی حضور — اختر بخت کی اسکے رہی پرنور چمک
ہین جو سالار محمد علی داماد حضور — گل امید مین اونکے رہی ہر آن مہک
اس گلستان مین حضرت کی سبھی اہل وعیال — باد فرحت سی رہین سبزہ کی مانند لہک
رہی پھولا پھلا نوالی کا یہ باغ مراد — ہون دعاگو ہی یہ نغمہ میرا الد مسک
تیرے اعداد ونکو ہر دم رہی غمکی کاوش — نوک خامہ کے میری خار رہی ہواؤنکو کسک

معہ احباب ہر ایک آن رہین خوش سرکار
یہی سید کی دعا شام سی ہی صبح تلک

بعد ازان خواہش تاریخ ہوئی احقر کو — عقل وطبع وسخن وخامہ سبھی چاہی لمک
فکر تاریخ مین جسوقت کیا مین نی خیال — پہونچی یہ مادہ ۱۱ اقا مجھی فورا ایک ایک
کان مین آتا ہے وہ نغمہ ناہید سما — ناظرین سبہی کہتے ہین لی خاص سے یہ عام تلک
جیسا دی نور ہے یہ آج چراغ امید — روز افزون رہی سرکار کا تا دور فلک
ہو مبارک یون ہی شادیکا تجمل یہ جلوس — یہی دیتا ہی دعا مین سبھی خوش ہو ہر ایک

دیکھ لو آج ۱۱ الی گل عشرت کی بہار
یہ صدا کان مین آتی ہی زرسکان فلک

قطعہ تاریخ جلوس شادی نواب ذی خطاب غوث محمد خانصاحب بہادر دام اقبالہ

دیکھا جلوس جدم گردون پہ مشتری نے — ہنسنے کہا یہ کسکے طالع کی یاوری ہے

پاسخ مین لب خوشی سی کہولا قمری فورا
واللہ کیا خوشی ہی کیا نیک اختری ست

سعدین کا قران ہی اور تہنیت کا عالم
دنیا مین آج گویا جشن سکندری نے

نواب ذی مراتب کیان عروج وذیجاہ
جسکا کہ نام روشن جون مہر خاوری سے

غوث محمد اوسکا ہے اسم پر کرامت
حق نے اوسی عطا کی عالم مین سروری ہے

لخت جگر کی اوسکی شادی کا ہی تجمل
اب وصل اا ج گویا فی ماہ و مشتری ہے

ہر لب سی تہنیت کی آتی صدا ہی ہر دم
آفاق مین خوشی کی ہولی ہی مچ رہی ہے

کیون کر نہ ہوی پیدا ہر ایک سو مسرت
کس دہوم سی عزیز و شادی ہی رچی ہے

دنیا مین کیا ہی شادی یہ ہی خوشی فلک تک
گردون بہی ہو مبارک آواز آ رہی ہے

لیکر سرود زہرہ کہتی ہی نغمہ زن ہو
نواب کی مکانین شادی کی اب خوشی ہے

کیون نہ فی خانہ خانہ ہو شادی
کی ہے حضرت نی آج جشن خوشی
۱۲ ۹

قصیدۂ جشن شادی فرزند ارجمند جناب عبد العلیخان صاحب سلمہ اللہ تعالی

تجہے یہ جشن ذی شوکت مبارک
ہمیشہ ہو نئی فرحت مبارک

رہی بر مین نگار عیش و آرام
عروج و منزل و رافت مبارک

ہو سر پر جلوہ گر چتر مغرق
جلوس و منصب و شوکت مبارک

نہال عمر سی برخوردار رہو سے
صباح و شام ہو رفعت مبارک

صلاح فتح زیب جسم رہوین
رہے خیال و خدم ثروت مبارک

قبا عافیت ہو زیب قامت
لقا نیک بار احت مبارک

ترقی آل اور اولاد کے ہو
بنام نیک ہو شہرت مبارک

تماے حاسدونکو زیر گردون
سدا درد و غم و رقت مبارک

سرور و انبساط و عیش جاوید
ہو دایم تجہکو با حشمت مبارک

تو ہے عالی نشان عبد العلیخان
تجہی یہ شادی و عشرت مبارک

الہی بخت تیرے سدا ر یاور ا
وفور عزت و قدرت مبارک

ترا دولت ہمیشہ یار بادا — ہمیشہ دولت و صولت مبارک
گل اقبال تو دایم شگفتہ — دعا رسید از فرحت مبارک
بچشم دشمنانت خار بادا — ہمیشہ تجکو یہ شوکت مبارک

شدہ تاریخ باصد ارجمندی
خدایا جلوہ عشرت مبارک

تمت تمام

سال ہمایون فال بنای ایوان رشک بستان جناب نواب محتشم الدولہ بہادر احتشام الملک غوث محمد خان صاحب بہادر شوکت جنگ والی جاورہ خلد اللہ ملکہ

وہو ہذا

غوث محمد ہین جو عالی نسب — محتشم الدولہ ہے انکا لقب
سرور امرا ہین وہ نواب ہین — انجم سب افسر ہین وہ مہتاب ہین
شوکت جنگ اونکا بجا ہی خطاب — ہین صف میدان ہین وہ شوکت آب
اہل قلم صاحب شمشیر ہین — جنگ مین وہ نام خدا شیر ہین
صاحب جاہ ہین بہادر ہین وہ — بحر شجاعت کے غرض در ہین وہ
ہین وہ پسندیدہ شاہ زمان — صاحب دولت ہین وہ ذی خاندان
ذرہ نوازی مین اگر مہر ہین — شکل و شمائل مین مہ شہر ہین
جاورہ کا اونسی ہے روشن ہی نام — جلوہ فزا وان ہین وہ عالی مقام
ہین کہ وہ مہ پر جود وہ ان مہربان — منزل مہ کیون نہو سب کا مکان
شکل مین مہ ہین تو ہین سیرتمین مہر — اونسے منور ہے دل اہل دہر
مہر سے روشن ہین یہ سب پر خواص — روشنی ہین اونسے ہین سب عام و خاص
ساکن نزدیک سے یا دور ہے — مہر کے پرتو سے وہ پر نور ہے
اور جو امرا ہین بشکل چراغ — پاس جو ہین اونکو ہی اونسی فراغ
پست نگہ وہ ہین یہ عالی جناب — ہین وہ چراغ اور یہ ہین آفتاب
فیض سے اونکی یہ مقیم سعید — سمجھی شب غم کو نہ کیون صبح عید

اندنون اس مہر جہانتاب نے | کارروائی اولالباب نے
مرتب جو ایسا بنایا مکان | جس سے بنا جادوہ رشک جنان
صحن میں اوسکے جو ہی پائین باغ | روضۂ رضوان کا ہے چشم و چراغ
نہر کے نزدیک سے رخشان مکان | یا ہے عیان مہ کے قرین کہکشان
بارہ دری اور وہ عالی مکان | برج مہ و مہر ہے وہ آسمان
منزل مہتابی وہ یک طور سے | کہتے ہین سب نور علی نور ہے
عرش ازین تھا محل اس نام کا | منظر ہفت آب ہے یہ بہرام کا
نقشۂ ارژنگ ہے وہ سب کی سب | دیکھہ جسے ہووے خورنگہ عجب
مانی اگر دیکھے یہ ایوان تو | قصر مین قیصر کے لگا دے قصور
نقش و نگار اسمین ہی سب بر محل | ہے عدن آباد یہ رنگین محل
باب گلستان سے ہر ایک اوسکا باب | بوستان لا وصاف مین اوسکی کتاب
حسن سے لبریز ہے فرع و اصول | دست رخ حور ہے ہر شاخ پہول
موزون ہے اوصاف مین اوسکی سخن | بلبل فردوس ہین مرغ چمن
سایہ جو اوس ابر کرم کا ہے وان | صبح کا عالم ہے سدا جون جنان
مالی ہین غلمان تو طوبیٰ نخیل | نہر سلسل ہے عیادن سلسبیل
وصف مین اوسکے جو کہلا ہے دہن | کیون نکہون پہر سبز ہماری سخن
اوس گل خوبی کی جو پہونچی ہے مہک | صورت بلبل مین او تہلیان چہک
فصل بہار ہے یہی جو باندھی ہی کہتا | طوطی مینا ہی ہے شیرین نوا
فصل ربیعی سے کیا جب بہال | ثمرۂ تاریخ کا آیا خیال
ہو قرب اجابت میری سب دعا | برآوے میرا سب مطلب مدعا
اگر دعوتم رد کنی ور قبول | من و دست و دامان آل رسول

در تعریف عالیجناب سپہر قباب جناب نواب غوث محمد خان صاحب بہادر دام اقبالہ

پلا اب مئے آتشین ساقیا | کہ سب عقدۂ دل میرا وا ہوا
بس اب نشۂ مئے سے مخمور کر | مجھے شادمانی سے مسرور کر

مے زند کافی پلا دے مجھے
عروس تمنا ہم آغوش ہو
کوئی شکل عمدہ دکھا دے مجھے
سراپا دکھا دے سراپا مجھے
سراپا لکھوں اپنے سردار کا
سراپا کی توصیف کا ہے مکان
سراپا سراپا سراپا ہے اب
سراپا ہوا ہے سراپا تمام
رقم ہے یہاں وصف رخ اب جلی
جبین منور ہے اک نور سے
نہیں فرق مین اک سرمو سے فرق
سر گفتگو وصف مین دال ہے
وہ ابرو وہ سر اور وہ رخ بےمثال
وہ رخ مثل کعبہ وہ گیسو خلاف
الف قد ہے وہ لفظ اللہ کا
وہ ابرو ہین قوس قزح فی المثل
وہ آنکھین کہ نرگس ہو جس سے خجل
وہ محراب ابرو ہے جائے نیاز
وہ ہے ایسی نزاکت کی وہ کان ہین
وہ بینی کشیدہ الف وار ہے
ضیا زیر رخسار با آب و تاب
دہن بر ملا صورت میم ہے
وہ دندان ہر اک مثل دردانہ ہے
زبان مثل سوسن بلفظ ہزار
وہ ریش مخطط بروے صبیح

بہار جوانی دکھا دے مجھے
ہم رنج و غم صاف روپوش ہو
ظہور تجمل بتا دے مجھے
سراپا بتا دے سراپا مجھے
ہر اک شعر مطلع ہوا نور کا
سراپا کی تعریف کا ہے نشان
مرے طبع کو جوش دریا ہے اب
تماشا ہوا ہے وہ بالا تمام
تلاوت کرو مصحف پاک کی
کہ نور لطافت سے معمور ہے
کہ ہے فرق صولت وہ خوشروی فرق
کہ فرق عدو اوسکا پامال ہے
وہ چہرہ وہ زلفین سیہ تاب بال
نہین اوسمین کچھ ہے کچھ اختلاف
دیا ہے علم لشکر جاہ کا
وہ زلفین جنہین ہے کئیے طول امل
رہے رشک سے رات دن منفعل
مژہ صف کشیدہ ہے بہر نماز
کہ حسن و لطافت کی دوکان ہین
بلا شبہ طوطی کی منقار ہے
ہے کہ تو کہ ہے حسن کی اک کتاب
یہی اکتفا بہر تعلیم ہے
دہن اوسکے گویا فسانہ ہے
کرے رات دن ذکر پروردگار
عجب خوشنما ہے بتقل ملیح

وہ رخ ماہتاب درخشان ہی صاف تو ہالہ ہے وہ ریش کی اختلاف

گلا اک صراحی ہے بلور کی یہ تشبیہ سوجھی مجھے دور کی

وہ شانے کہ شان اونکی کیا ہو رقم کہان شان آتی بناوی قلم

وہی ساعدوی بازو ہین الماس کے کہ صانع نے ڈہالی ہین اک راس کے

زبس شاخہای سمن بات ہین دلی صرف وی ورد مناجات ہین

زبعد دعا پہر گہر ریز ہین بلا گفتگو وے دل آویز ہین

وہ پنجہ کہ گر زور وہ کچھہ کرے تو ضیغم کا بی شبہ پنجہ پہرے

وی انگشت زیبا ہین پی بخشش و کرم ہر اک نور ایمان کا گویا قلم

وہ سینہ کہ آئینہ ہے کینہ سے ہر آئینہ مانند آئینہ سے

شکم معدن عقل و دریای نور نہین اور کچھہ وصف اوسکو ضرور

کمر وہ کہ جب دم کمر گیر ہو عدوگیری مین پہر نہ تاخیر ہو

وہ پشت مصفا پناہ جہان وہی ہے ظہیر ستمدیدگان

قدم وہ کہ جس جا ہو اوسکا گذر وہان جلوۂ فیض آوے نظر

وہ رنگت سراپا برنگ گلاب کہ چشمون مین جسکے چمک برق تاب

وہ گفتار شیرین زبان نبات کہ طوطی کو آوی جہان کچھہ نبات

لطافت ملاحت صباحت تمام وجاہت امارت بصد احتشام

سراپا سے یہ سب نمود سراپا ہے وہ فیض رب ودود

علاوہ یہ اک وصف ہی اسمین عام یہان جو کہ آتے ہین بہر کلام

کشادہ دلی سے وہ ملتا ہے بس برآتی ہے ساری سبہونکی ہوس

عجب حوصلہ ہی یہ اس ذات مین کہ آتا نہین فرق عادات مین

عجب قدردان ہی عجب ذی شعور عجب خلق کا ہے وفور و ظہور

مروت فتوت برون از کلام محبت عنایت نوازش تمام

شجاعت سخاوت مین یکتای دہر امارت لیاقت مین زیر سپہر

نہین کوئی ثانی ہے اوسکے مثال فصاحت بلاغت مین اہل کمال

شرافت نجابت مین نیکو شعار زرانت متانت مین فرخ تبار

سخندان سخن سنج و نکتہ شناس — سخن رس سخن ساز و روشن قیاس
فزون حدسی او سکاہی فہم و شعور — بلند حوصلہ غوث ابن غفور
عقیل و متین و ذکی و فہیم — سعید و حمید و حلیم و کریم
خدا ترس و خوش خو خجستہ لقا — پناہ غریبان بفضل خدا
ظہیر شریفان وہ گردون جناب — ملاذ غریبان مبارک خطاب
سپہدار و جرار و کشورستان — دلیر و شجیع و وحید زمان
جفاکیش و حقدان رعیت پناہ — خوش اندیش ذیشان بفضل الہ

آغاز داستان مسرت بیان

پلا بادۂ ارغوانی مجھے — کہ اب ہے دم شادمانی مجھے
نشے مین جھکا دے مجھے ساقیا — وہ ساغر پلا دے مجھے ساقیا
وفور مسرت کا اب وقت ہے — سرور اور بہجت کا اب وقت ہے
زبس خورمی کا مجھے جوش ہے — نگار مسرت در آغوش ہے
سر دست ہے اختیار سرور — ہے اب رونما کاروبار سرور
ہے شادمانی سے دل شاد ہے — غم و رنج و کلفت سے آزاد ہے
خوشحال ہے یہ خوش بخت ہے — بس اک جوش فرحت سے یک لخت ہے
کہ آتا ہے اب وقت ذکر خوشی — ہوئی ہے بس اب مجھکو فکر خوشی
جتاتا ہون اب رنگ بزم نشاط — دکھاتا ہون اب جلوۂ انبساط
ہر اک سمت ہے عالم تہنیت — ہے پیش نظر جلوۂ میمنت
ہے اب موقع نغمہ سازی یہان — ہے اب ذکر عشرت طرازی یہان
ہے آغاز احوال بزم نشاط — ہے اب اوج پر کوکب انبساط
ہوئی بزم عشرت جب آراستہ — ہوا ساز و سامان پیراستہ
بہار مسرت دوبالا ہوئی — کہ وہ انجمن عشرت افزا ہوئی
رقم کیا کرون حال محفل بیان — پرستان کا مد نظر ہے سمان
وہ بزم اور سامان عشرت طراز — ظہور مسرت نیاز و نیاز

سراسر مرصع ہر ایک ساز عیش — مغرق جواہر میں ہر ناز کیش
مکان و سرانجام زرین تمام — جلیسان محفل ہر ایک خاص و عام
مغرق جواہر مین زر مین ہر ایک — کی عمدہ پوشاک بر مین ہر ایک
مصفا مکان اور مغرق بساط — اور اوس پہ وہ سامان بزم نشاط
وہ فرش اور چتین اور وہ پردی تمام — کہ جسکا لقب جلوہ انتظام
تصاویر و آلات وہ دلفریب — کہ جنسے مکان کو عجب زین و زیب
وہی رشک چمن جہاڑ بلور کے — وہی فوارہ سے تہے پر نور کے
مہیا جلوس امیرانہ سب — امیرانہ کیا بلکہ شاہانہ سب
وہی خدام اور صاحب احتشام — سراپا بہ ملبوس زرین تمام
خرامان بصد فرح و عشرت ہر ایک — وسنے ضرف ورام بہجت ہر ایک
کمر بستہ آمادہ اور پر سرور — مفرح حضوری مین نزدیک و دور
علاوہ جو تہے اہل محفل تمام — اقارب امیر و مدار المہام
مشیر و جلیس و اراکین کل — ہر ایک اہل عزت بہ تمکین کل
حب وراثت با عزت و احتشام — ہر ایک کرسیون پر بہ آداب تمام
تہے جلوہ فگن با کمال وقار — باطوار شائستہ وہ نامدار
سبہون کے بدن مین تہا رنگین لباس — فہرین تنون مین تہا زرین لباس
جواہر کے دریا مین ہر ایک غرق — چمکتی مہ و مہر سے سبکی فرق
اور اون سب مین فیجاہ الاحباب — حضور معلی مقدس خطاب
ستودہ صفات و فرشتہ خصال — جمال و لطافت مین بدر کمال
تہے جلوہ فگن مسند تاج پر — گویا بحر حشمت تہا اک موج پر
جبین سے امارت تہی اوسکی نمود — رخ پاک پر نور رب ودود
تجلی حشمت تہی اک آشکار — عیان جلوۂ قدرت کردگار
پرستار شوکت تہی فر تہا غلام — کہڑا ہانہ باندہے ہوی احتشام
نقیب اور چہرہ دار اور چوبدار — ادب سے کہڑی باندکر سب قطار
لباس صفا بر مین پہنے ہوئے — لئے نقرئی اور طلائی عصے

علاوہ تھا اک روبرو لالہ زار — برنگ گلستان تازہ بہار
طوایف کا زمرہ ناز و ادا — تھا گویا کہ پریون کا جھنڈا کھڑا
عجب ناز سے طرفہ انداز سے — ادائی نگہ سے اور اعجاز سے
ہر ایک آفت جان و عابد فریب — ہر اک دلستان اور طاقت ربیب
ہر اک دلربا انمین رشک چمن — ہر اک نازنین زینت انجمن
ہر اک گلرخ انمین گلستان اساس — مزین کیے بر مین رنگین لباس
ہر اک لالہ رو اور ہر اک غنچہ لب — ہر اک رشک گل باعث صد طرب
ہر اک مین جدا ناز و انداز تھا — ہر اک مین عجب جلوہ ناز تھا
ہر اک اونمین پتلی سے تھی بلور کے — ہر اک اونمین ہم حسن تھی حور کے
ہر اک اونمین ماہ دو ہفتہ تھی بس — ہر اک اونمین تھا باعث صد ہوس
ہر اک اونمین تھی سیم بر سیمتن — ہر اک رشک لالہ و رشک چمن
ہر اک اونمین گویا ستارہ تھا ایک — ہر اک اونمین بس ماہ پارہ تھا ایک
کیے خود نمائی کو بس آس پاس — ہر اک نی تھا پہنا ہوا خوش لباس
کوئی کاکریزی گلابی کوسے — بسنتی کوسے اور آبی کوسے
کوئی سرخ اور آسمانی کوئی — کوئی دھانی اور زعفرانی کوئی
کوئی تھی سنہری ترنجی کوئی — کوئی لاجوردی تھی پہنے ہوئے
تھی شفتالو کوئی کوئی پستئی — کوسے کشمشی تھے کوئی چمپئی
کوئی ماہ زنگاری پہنے لباس — کوسے سبز جوں گلستان اساس
تھی نارنجی اور سبز کاہی کوسے — تھی بادامی اور سرخ لاہی کوسے
دوپٹہ و شلوار و محرم ہر ایک — مغرق و لی زر مین سب ایک ایک
کناری و گوٹا ستاری کرن — بنت گوکھرو زینت پیرہن
وہ سلما ستاری وہ منقش زر — وہ پٹیہ و پٹکا وہ زرین کمر
وہ سنجاف دامن وہ تور زری — عیان جلوہ حسن و ناز پری
وہ کلیان وہ پاٹ اور وہ گواب گھیر — وہ تنگ آستین نی کیا جو لکو زیر
وہ محرم وہ کرتی کہ محرم تمام — نزاکت لطافت سی ہمدم تمام

علاوہ ازین زیور زر نگار
طرحدار و خوشنما و زیبا و خوب
وہ چھلے وہ توڑی وہ زیبا کڑی
طلائی وہ چھلے عجب خوشنما
وکنگن طلائی وہ پہنچی عجیب
وہ تعویز و بازو بند وہ نورتن
وہ ہیکل جڑاؤ وہ چنپاکلے
غضب دھکدھکی تو بلا ستلڑا
وہ ٹیکا کہ ٹیکا ہی سب جسکی سے
وہ نتھ خوشنما اور طلائی بلاق
وہ بالون کی بالونکی تھی چمک
طلائی کرن پھول یون کان مین
جواہر کے پتی عجب بالیان
گلے مین خوش انداز موتی کا ہار
سراپا عجب ناز انداز کا
لطافت نزاکت مین مانند دُر
الف وار قامت سراپا تمام
شب واج گیسو کہ مار سیاہ
وہ فرق بے مجلے بما بین فرق
وہ جعد معنبر بلاے سیاہ
وہ موباف زرین ضیا ریز واہ
کمر پر پڑے پیچ کہاتے ہوئی
جبین جلوہ مطلع صبح عید
وہ چین جبین موج دریا کی چین
وہ ابرو کہ لی آبرو ماہ کی

مرصع طلائی عجب آبدار
نوادر عجایب عزیز قلوب
وہ پازیب زیبا و نادر چھڑے
کہ سب انگلیان جسے تھین پر ضیا
جڑاؤ کڑی وہ عجیب و غریب
تھین نورتن بلکہ وہ نورتن
وہ توسی وہ خنگو مرصع جلے
وہ موتی کا مالا گلے مین پڑا
وہ جھومر کہ لے دل سی دل جھوم کر
کہ ہر ایک اپنی طرح مین تھی طاق
لباس مہ و مہر زیب فلک
کہ بھدے طلا اپنی جون کان مین
کہ صنعت سہی جسمین تھین جالیان
جسے دیکھہ دل دلوین عشاق ہار
غرض ایک آئینہ تھا ناز کا
صباحت ملاحت سراپا مین پر
وہ باسرو باغ جہان خوشخرام
کہ جسکا تصور خدا کی پناہ
تھی شمشیر خونی و یار شک برق
کہ دم مین بلائین بلاے سیاہ
گندھی اوسمین چوٹی بلا خیز واہ
لبوے قدم سر جھکائی ہوئی
ضیا وہ کہ جسکی ندید و شنید
مہ نو کے مانند سن جبین
اد تھین جس نے دیکھا سعادہ کی

قطعہ

وہی مژگان صف آرائی عاشقان
کے تیز و خونریز نوک سنان

بھوونکی کمانوں کے جانب رجوع
دل عاشقونکو وہی دیوی خشوع

وہی انکھین کہ جام می حسن تھین
خمار اونمین آمادۂ قہر و کین

کوئی دل بہی اوننی ہنین چین مین
بتا ہے کرین طرفۃ العین مین

بجا ہی کہ ہین معدن حسن کان
دیا خوبی و حسن نوکی وہ کان

دو رخسار اک ماہ اک آفتاب
عیان نور کی جیسے ایک آب و تاب

وہ بینی کہ ہی مسکن بوی گل
عیان جس سی ہی مظہر حسن کل

لب سرخ تمثال مین لعل دار
وہ دندان ہر ایک گوہر آبدار

دہن سلک تنگ راہ عدم
معما کے مانند بی بیش و کم

ذقن چاہ آفت رخ مثل سیب
کہ فوراً ہی عاشق کا کہوی شکیب

دہن اک معما بعید القیاس
کہ حیران وہان عقل معنی شناس

بلورین صراحی سی گردن وہ صاف
جسے دیکھ سر خم کری انحراف

وہ کاکل کہ سنبل پریشان ہی
یہ اولجھی نہ سلجھی وہ حیران رہی

وہ ساعد کہ الماس عریان رہی
جو دیکھی تو سیم دوش حیران رہی

وہ بازو جنہین دیکھ تاب و توان
نکل جای اور جای عاشق کی جان

جو دیکھی وہ اسکے کلائی کو لی
کلائی کلائی نہ کہو وے کبھی

وہ پنجہ سے جسے دیکھ کر بر ملا
لگا منہہ بھرسے پنجہ مہر کا

کف دست وہ آرسی صاف تھی
کہ مانند آئینہ شفاف سے تھی

وہ رنگ حیا جلوہ گیر شہاب
شفق بہی جسے دیکھ ہوا آب آب

پلکین کفدست کے دام دار
ہنو طائر دل کو تاب و قرار

وہ انگشتین نازک جنہین دیکھ کر
قلم بہی سے لگے وہ صف باصد ہنر

عجب سینہ ہی عجب بی نظیر
عجب نرم نرم اور عجب دلپذیر

وہ ناخن جنہین دیکھ بی قیل و قال
جیسے ابر مین منفعل ہو ہلال

وہ سینہ بایں امیٹ [illegible] ہے
گویا مخزن نور دیدہ [illegible] ہے

وہ پستان انار گلستان حسن
جنہیں دیکھ غم سے ہنو واری
شکم معدن حسن یا بحر نور
وہ ہے ناف اک ورطہ پر الم
کمر وہ کہ جب دہیان آوی ذرا
رہ نازک و تنگ کا ہے مقام
اب آگے خدا جانے کیا حال ہے
وہ زانو درخشندہ و آبدار
عجب ساق سیمین دلاویز ہے
عجب پشت پا صاف مثل صدف
کف پا کف پا وہ آہ
کنک اور فندق سخن قبول
غرض وے سبھی آفت ایجاد خلق
کہوں کیا کہ کیا بزم کا رنگ تھا
لے رقص سے دھم پائل و ادا
تو اکبار اک برق انداز و ناز
جو پیرون مین گھنگرو کو باندہی تمام
ادہر وہی سبھی ساز اک دلنواز
لگے بجنے رنگین آواز سے
وہ سارنگیون کی رنگیلی صدا
و طبلون کی آواز نیرنگ ساز
ادہر رقص کرنے لگین زہرہ وش
وہ آواز گھنگرو بالا تحیر سے تھے
وہ پیرون کا بڑھنا اداؤن کے ساتھ
تتا تا تھا تھیاؤ کا قہر تھا

گل نو بہار گلستان حسن
کبھی دل کی لی لی یہ گوے بھی
پڑی غوطے دل کہا وین جسمین ضرور
دیا ہے وہ گرداب دریای غم
تصور پکڑ کر کمر رہگیا
تحیر کو ہے خاموشی کا پیام
نہان ہے کہ پردے کا احوال ہے
جسے دیکھ ہو جای دل بی قرار
صفا خیز ہے اور ضیا ریز ہے
صدف کے صفائی بھی اوسکا تلف
کہ سر کی بھی ٹھہرے نہ جسپر نگاہ
سراپا ضیا کی وہی اصل اصول
بلا کیش گویا بلا زاد خلق
جسے دیکھ سارا جہان دنگ تھا
ہوئین استادہ وہ محفل مین آ
گری اہل محفل پہ با سوز و ساز
کیا ہوش نے سبکو آکر سلام
کہ پردون مین سبکے بھرا سوز و ساز
ہوئے دل ہوا سوز اور ساز سے
ہنسے وے نکے طرفہ رسیلے نوا
لگی گانے دلپہ سوز و گداز
لگی ہونی دل اون اداؤن پہ غش
نئی لاگ و آگ اوسمین آنیر سے
اوٹھانا وہ محفل کی جانب کو ہاتھ
کن انکھون سے وہ دیکھنا زہر تھا

دکہانا بتانا وہ انداز بہاو
مگر یہ وہ رکہنا خوش انداز ہات
دوپٹہ کا آنچل پکڑ کر کبہی
بسان جو چہا ہا کری اوس سے بات
وہ گہونگٹ کا آنا منہہ پہ لینا بلا
بتانا ادا سے نگارین کے ساتھہ
کبہی گت سے چلنا کمر باند کر
کبہی مسکرانا دپٹہ کے اوٹ
بتانا ناز و غمزہ دکہانا غضب
وہ گردش کا کرنا لے مونہہ حجاب
بلا تہا غضب تہا ازبس قہر تہا
جو تہی طرز وہ آفت جان سے تہے
غرض اہل محفل پہ اک حال تہا
لیسی جالی تہی دل تو تہوکر کی سات
تبسم نمک پاش بر زخم دل
بلا پر بلا اور آواز ساز
غرض جب کہ سب رقص اور ساز کی
تو پہر اتادہ ہوا اور فکر کر
لگی گانے اکبار با صد سرور
وہ سم اور سرو نکی بندہی پہر ہوا
ترنم کا لہجہ وہ تانون کا زور
خیال اور ٹپہ وہ گانے لگی
جما راگ کا رنگ وہ نو بہار
شہانی کی تانونکو پہر تو اوٹہا
اودہر اہل ساز ون نے باصد نیاز

بلا مسکرانا غضب کا بناو
وہ پشواز کا تہامنا طرفہ بات
لگانا وہ ٹہوکر کہ ہو سب بیکلے
تہہ تہین لگی کہانی دامن کی ساتھہ
وہ ہاتونکو محفل کے جانب بڑہا
اوٹہانا بڑہانا خوش انداز ہاتہہ
کبہی بیٹہہ جانا قریب آنکہ
لگانا اوسی اوٹ سے دلپہ چوٹ
بتانا بلا مسکرانا غضب
وہ سیدہی چلی آنا پہر بے نقاب
جو انداز تہا ناز تہا زہر تہا
کہ گیرندہ دین و ایمان سے تہے
نہ یہ ذکر دل کا احوال تہا
تہی اک دستانی اداونکی گہات
ادا لیش و لا نزا کمند مفصل
غضب پر غضب اوسکا سوز و گداز
ہوا بندہ سے گئے ناز و انداز کی
ادا سے وہ رخسار پر ہات دہر
دکہانے لگی نغمہ سازی و فور
وہ سے تال بی دل دیا بس اڑا
پہر اور رنگ گری کا جدا زور شور
پہر اوس سے بہی وہ ہیبت جمانی لگی
کہلا موسقی کا چمن لالہ زار
دیا اہل محفل کے دل کو ہلا
ملا کر ترنم سے آواز ساز

ہر ایک راگ ایسے بجانے لگے | کہ سب وجد مین سنگی آنی سے لگے
وہ رقص اور نغمہ وہ ناز و نیاز | وہ حسن بتان اور وہ انداز و ناز
وہ سازونکا بجنا وہ شیرین الاپ | وہ تانونکا لطف اور وہ طبلونکی تہاپ
وہ غمزہ کرشمہ وہ عشوہ وہ ناز | نزاکت لطافت وہ آواز ساز
یہ سب سے ملکے باہم جو یکجا ہوے | تو نقشے سے کئے تازہ پیدا ہوے
پرستان سے افزون محل ہو گیا | سب اندر کا جلسہ خجل ہو گیا
ہوا بندہ گی اسقدر راگ سے | غشی سے ہر ایک دلمین جلا آگ کے
ہوے مست دلوارہ ور ایکبار | ہوے اہل محفل بہی مستانہ وار
کسیکو کسیکے خبر تک نہین | خرد کا تو اصلا گذر تک نہین
نہین ہوش بر جا نہ تاب وقرار | حواس و توان کی گیی بس فرار
ہر ایک اپنی عالم مین بس بی خبر | غشی سے جسی دیکہیے بہرہ ور
نہ حس اور حرکت کا نام و نشان | نہ جمعیت دل نہ ہوش و توان
عناصر مین الفت کا آیا عمل | جو خمسہ حواسون مین آیا خلل
ہوے شش جہت یک جہت چارسو | دوبالا سہ بالا بلا گفتگو
ہوے طور ساری ہی طاری تمام | ہوے ہفت اندام عش لا کلام
یہ نوبت ہوئی سب کی در ہیچ پیچ | نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیچ
عجائب سما ناگہان ہو گیا | بہشت برین وہ مکان ہو گیا
لگی گانے پہر نغمہ تہنیت | تو وہ چند ہوا جلوہ میمنت
وہ رسم تہنیت کا جانے لگین | غزل پہر یہ سید کی گانے لگین

غزل سید عبد الرحمن عیدروسی المتخلص بسید مصنف مثنوی

مبارک ہو شادی دلبر سے تجہے | مبارک ہو یہ نیک اختر سے تجہے
یہ بزم عروسی یہ عیش و نشاط | مبارک ہو یہ وقت خوشتر تجہے
یہ دولت یہ منصب یہ جاہ و مال | مبارک ہو یہ فوج ولشکر سے تجہے
لئی سے یہ حشمت و ... کلا آستان | مبارک سہ و مہر الانور تجہے
مبارک جلیس و امیر و وزیر | مبارک یہ خویش و برادر سے تجہے

رہے تا ابد دولت و بخت یار
صدا اتیرا اقبال یاور رہے
مبارک ہو یہ بزم شادی حضور
محمد علیخان جو ہے ذی وقار
وہ دلبر کا شہزا وہ اسباب جشن
وہ کنگنا وہ منڈوا وہ جلوہ تمام
وہ ملبوس رنگین وہ اسباب زر
وہ شب گشت وہ نغمہ رقص خوشی
مبارک ہے آواز خوش پر سرور
اٹھانے کو بر فرق لخت جگر
مبارک یہ رسم عروسی ہوں سب
یہ سید تیری حقمین دعا ہی ہی اب
اور اک سمت تھا بھگتیونکا ہجوم
اگر رقص مین تہی وہ یکتاے عصر
ادہر رقص کرتے تھی وہ نازسی
ادہر گی نئی گت تہی ہر ایکبار
ادہر رقص کا اک جدا طور تھا
ادہر رقص سی دلکو اک لاگ تھی
ادہر رقص مین جو وہ تہی پھلجھڑی
ادہر بھاؤ تھا انکا تازہ ادا
ادہر اونکی ٹہوکر تھی عشرت طراز
ادہر اک بلا تھی پکھاوج کی تہاپ
ادہر بات کی تازہ انداز سے تھی
ادہر آنکھہ کا تہا اشارہ بلا
ادہر غمزہ و ناز طراز سے تھی

مبارک یہ اقبال برتر تجھے
مبارک نصیب سکندر سے تجھے
مبارک یہ معصومہ دختر سے تجھے
مبارک ہو وہ ناز پرور سے تجھے
مبارک ہو وہ گوہر و زر سے تجھے
مبارک یہ سب رسم خوشتر سے تجھے
مبارک مرصع کا زیور سے تجھے
مبارک ہو نواب اکبر سے تجھے
مبارک ہوا اے اہل افسر سے تجھے
مبارک ہو انبار گوہر سے تجھے
مبارک یہ مصرع سراسر سے تجھے
مبارک یہ دو نو گل تر سے تجھے
تھی اک سمت قوالونکی دہام دہوم
تو یعنی مین اونکے نہ تھا صرف اک سر
ادہر لطف تھا اونکے آواز سی
ادہر گی نئی تان سے تہی پر شرار
تو نغمے کا عالم ادہر اور تہا
ادہر راگ مین اک بہری آگ تھی
ادہر راگنی دست بستہ کہڑی
ادہر راگ کی بندہ گتی تہی ہوا
ادہر انکی آواز سے دلنواز
ادہر دلستان اونکا شیرین الاپ
ادہر رسم کی سوز او ساز سے تھی
ادہر گنگری کا شرارہ بلا
ادہر گو غزل اور اشعار سے تھی

ادھر کا دکھانا بتانا غضب ‏ ادھر نے کا انداز دکھانا غضب
غرض رقص میں وہ جو مشتاق تھی ‏ تو یہ نغمہ سازی میں اک طاق تھی
اور اک سمت باجونکا اک سوز و ساز ‏ کہ آواز سے جنکی دل ہو گداز
وہ قانون و طاؤس و بین و سرود ‏ وہ سہ چنگ شہ نگیان خشک رود
رباب و دف و نی کمانچی عجیب ‏ صدا جلترنگ کی عجیب و غریب
وہ مردنگ اور بانسلی خوشنوا ‏ منجیری تنبورے کی رنگین صدا
خوش آواز ہر ایک تار ستار ‏ کہ جسمین سے ہو موسیقی آشکار
وہ بھانڈ و سنگے بہی طائفی ایک سو ‏ بہت تیز و طرار اور خوش گلو
فن نقل مین ہوشیار و ظریف ‏ ہر ایک نقل بس اونکی ظرفہ لطیف
فصیح البیان اور خوش گفتگو ‏ بہت چاق و چوبند تھی مو بمو
کرین جبکہ آغاز وہ کوئے نقل ‏ تو گویا اوسی کر کے دکھلاوین اصیل
ہر ایک اونمین فی نفسہ نقل تھا ‏ ہر ایک اونمین سرتاپا عقل تھا
نوادر نوادر عجیب و غریب ‏ ہر ایک نقل ازبس غریب و عجیب
ہر ایک نقل دلکش ہر ایک طرز خوب ‏ کہ جنکی تماشے سی خوش ہو قلوب
ہر ایک نقل اونکی مسرت اساس ‏ ہر ایک نقل فرحت کا جسمی لباس
ہر ایک نقل دلچسپ اور دل نواز ‏ ہر ایک نقل خوش طور و عشرت طراز
ظرافت کا پتلا ہر ایک نقل بس ‏ فصاحت نمود اور روشن نفس
ہر ایک نقل ازبس طرب خیز تھے ‏ ہر ایک نقل خوش لطف آمیز تھے
ہر ایک نقل تازہ عجب دلربا ‏ ہر ایک نقل سرمایہ صد بلا
ہر ایک نقل شکل تماشا تمام ‏ ہر ایک نقل سرتاپا خوش کلام
ہر ایک نقل فرحت دہ دل زبس ‏ ہر ایک نقل پرمایہ صد ہوس
ہر ایک نقل مین رونما کام دل ‏ ہر ایک نقل گویا کہ آرام دل
ہر ایک نقل اک فرحت انگیز تھی ‏ ہر ایک نقل زیبا گہر ریز تھی
ہر ایک نقل تہی دافع رنج و غم ‏ ہر ایک نقل تہی قاطع صد الم
ہر ایک نقل گویا نہال سرور ‏ ہر ایک نقل مین خورمی کا وفور

غرض تھا عجب لطف و عیش و طرب — تھے بس اپنی عالم میں مسرور سب

بیان شب گشت

تو اے ساقیا غیرت آفتاب — مجھے جلد دے ساغر انتخاب
تماشے کا عالم دکھا دے مجھے — سراپا تجلی بنا دے مجھے
رخ عیش و عشرت دکھا دے ذرا — مسرت کا گلشن بنا دے ذرا
بہ فور مسرت سے دل شاد کر — مجھے بند کلفت سے آزاد کر
سماں ہو رہا ہے دوبالا کچھ اور — دکھا دے مجھے شادمانی کا دور
نمودار دور طرب خیز ہے — عجب عالم فرحت انگیز ہے
جوانی و مستی کا عالم ہے اب — نہ بس مے پرستی کا عالم ہے اب
مے آتشین اب مجھے چاہیے — فقط بوسۂ لب مجھے چاہیے
دوبارا دوبالا ہے جوش سرور — مسرت کی عالم کا اب ہے وفور
مزہ تازہ آتا ہے اب گشت کا — کہ لکھتا ہوں احوال شب گشت کا
عجب محفل عشرت انگیز تھی — غرض ایک بزم طرب خیز تھی
سواری کا شاہانہ نادر ہجوم — جلوس و تجمل کی اک طرفہ دھوم
عجب حولت و شوکت و عز و جاہ — عجب حشمت و منزلت پایگاہ
تماشائیوں کی یہ کثرت کہ بس — ہر اک کو تماشے کی تھی بس ہوس
در محل سے تا بہ تاب حصار — دورویہ وہ خلقت نہ جسکا شمار
اگر لاکھ کہیے تو اوس سے فزون — شمار تماشا ہے حد سے بروں
سواری کی آمد کے سب منتظر — محل کی طرف کو ہر اک کی نظر
معفارہ خوشنما و دلکشا — معطر وزان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
سڑک پر یہ کی آب پاشی تمام — کہ خوشبوی گل سے معطر مشام
محل سے در شہر تک ایکبار — لگی جھاڑ اور ہنڈیوں کے قطار
وسے چار سو ہر سر راہ پر — تھی اژدھام اور خوشی جلوہ گر
لہو ہر ہر سواری کا عالم عجیب — تماشے کا نقشہ عجیب و غریب

ہزاروں ہی زرپوش عمدہ سوار   چلے آتے ہوئے کبس پری لوبھا
سواری کی پیچھے بصد عز و شان   بصد شادمانی حشم سے روان
وہی گھوڑی کہ زیور مین سرتاپا   متغرق خرامان بناز و ادا
وہی صدہا ہی ہاتھی بسامان زر   کہ جنپر عماری کسین پر گہر
متغرق ہر اک زر کے سامان مین   ہر اک خوشنما اپنی خوش شان مین
ہرین کار چوبی وہ جہولین تمام   ہر اک زیور زر مین زرپوش نام
کسی تسیکڑون پردی ہووی عجیب   جڑاؤ مرصع عجیب و غریب
ستے کئی فیل کوتل بجاہ و وقار   کہ جنپر ستھے ہودی مرصع نگار
بہت فیل ایسے تھی مانند کوہ   مرصع جواہر سے تھی باشکوہ
سواری کی آگے خرامان تمام   دو بالا ہوا جلوہ احتشام
اور اونمین سے گر پکر ایک فیل پر   درخشان کسی تھی عماری زرر
ستھے اوس پر جڑاؤ کلس کی چمک   وہ گنبد تھا مانند برج فلک
کہ جسمین تھا نوشاہ عالی وقار   بصد حشمت و جاہ و رفعت سوار
دو جانب کو دو دو چنور زرنگار   دل و جان سے تھا سرپہ اوسکی نثار
بشیر و اقارب سبھی فیلون پہ تمام   چپ و راست مین صاحب اہتمام
چپ و راست فیلون پہ ہودونمین سب   امیران والا حشم خوش لقب
تھا اک فیل اوسکے برابر عجیب   عماری تھی اک اوسپہ نادر غریب
مرصع مین ساری وہ ڈوبی ہوئی   کہ ہاتھی کے وہ چند خوبی ہوئی
حضور معلی سے اوس پر سعد امر   کہ ہو جون فلک پر خور زرنگار
وہی کوتل ہزاروں ہی گھوڑی کہ بس   نظر دید مین سب جنکی ہو پر ہوس
مرصع کے ساز و نمین اور زرین سب   سراپا مزین وہی گوہر مین سب
ستھے سائیسونکی ہاتھ مین خوش خرام   اوٹھاتے قدم نازسی تیز گام
سو اوسکے تئین ساہنی کئی ہزار   کہ جنپر کجاوے تھی زرین نگار
وہ زیور سراپا جواہر کا کل   ہر اک ساز و سامان غرض زر کا کل
کسا اور سجا اونپہ بازین و زیب   کہ ہو دید سی جسکے بران شکیب

شتربان اور فیلبان خوش لباس
عجب بانکی ناتکی تا بد ان
وہ سکھپال و رتھ پگہیان بی شمار
میانی محافی ہر اک خوش قماش
منقشان سیکڑون ساتہ رنگین تمام
ہزارون ہی تہین بگہیان پرزری
نقاری و نوبت نشان بی شمار
شتر اور فیلون پہ با عز و شان
نقیب اور ہرکاری اور چوبدار
لیے چہڑیان ہاتہونمین زرنگار سب
سوار اور پیدل جلومین روان
باواز خوش با صدای غریب
چلے جاتی تہے بولتے خوش صدا
قدم نوجوانو بڑہا کے چلو
ادب سی تفاوت سی اور دور سی
بڑہے ہر قدم پر جلوس وقار
اور ہر پلٹنون کی پری خوش قطار
اور ہر خاص بردار بہی بی شمار
جمی اور جمائے بصد زیب و شان
وہی باجونکی آواز سے دلنواز
وہی تاشی وہی مرفی وہی جہانجہ و ڈہری
وہی تنبورا انگریزی باجے تمام
وہی بجتے ہوی و نکشا سب
صدا وہ رسیلی ہر اک ساز کی
روان سیکڑون چپچیان بانکی

ـے کے جلوہ اوج کو اس پاس
ہوادار چنڈول رفعت نشان
علاوہ ازین پینس خوش نگار
کہ زیب و ضیا جنکی اک عجم تراش
سپہر و غیرہ تھا سب سنہری بہی کام
تتی تلوار کے اونکی جلوہ گری
مغرق لباسان زرین نگار
نقارے و نوبت زرین نشان
سوار کی آگے بعز و وقار
طلا اور نقرہ کی با صد ادب
لباس اونکی برین تہا سب نشان
باندازِ نیکو غریب و عجیب
بہی دلکشا دمبدم خوش ندا
پری اسپ اپنی جمائی چلو
جلو ایک شائستہ دستور سے
فوجی مین ہو حشمت و اقتدار
نظر آ رہین سب مثل تازہ بہار
لیے دوش پہ جاصیان عمدہ کار
سبھی اور سجائی جلومین روان
کہ جن سے ہوا اک دل پہ سوز و گداز
وہی قرنی و شہنئی وہی دف بانسری
وہ چوسے روشن بصد اہتمام
جلومین چلے جاتی تہے با طرب
رنگیلی ندا اونکی آواز کی
شترنالین صد ہا جلومین سبہی

قرابین والے ہزارون سیاہ ۔ جلو مین سے چلے جاتے تہی واہ واہ
وہ توپین سب ہے تیار اور سات سات ۔ چلی اس تجمل سے نادر برات
وبندوقون کی باڑہ چلتے ہوئے ۔ قرابین بہی سب چلتے ہوئی ہر گہڑی
وہ ماہی مراتب بہی باصد حشم ۔ جلو مین سے تہے نوشاہ کی سب ہمم
عجب تمکنت تہی عجب شان تہی ۔ عجب منزلت تہی عجب آن تہی
غرض قصہ کوتاہ جس فیل پر ۔ تہا نوشاہ عالی گہر جلوہ گر
عماری وہ تہی قدرت اللہ کی ۔ جواہر مین زیور مین ڈوبی ہوئی
دوجانب کو ڈہلتے ہوی پر گہر ۔ بڑے شان سے چار زرین چنور
برابر تہے نوشہ کے والا ہمم ۔ عماری مین جلوہ فگن با حشم
پس و پیش فیلونکا حلقہ تمام ۔ اسی او پہ بیٹہے ہوئے شاد کام
دوجانب دو ہاتہی یہ ہوا تہین زر ۔ وہ لٹتا ہوا جاتا تہا سر بسر
اور آگے جلو مین سے تہے تخت روان ۔ کہون کس تجمل سی بازیب وشان
اور اوپر تہے رقاص اہل نشاط ۔ وے تہی الغرض مایۂ انبساط
وہی گاتے تہین سب کو اس آن سی ۔ کہ دل تان لیتی تہین ہر تان سی
وہ گانا شہانا بافراط سرور ۔ عیان جلوۂ تہنیت کا وفور
وہ شیرین صدا سی ہر اک نازنین ۔ غزل ایک انجم کے گاتی ہوئین
بتاتے تہی اپنے وہ ناز کو ۔ دکہاتے ہوئی اپنی انداز کو
یہ جنکا تخلص کہ انجم لکہا ۔ سنئے بلبل تخلص بہی پہر دوسرا
غزل تازہ و تر او تہون نے لکہے ۔ کہ ہر شعر مین جسکے تاریخ تہے
سو وہ یہ غزل ہی رقم خوش نگار ۔ لسان گل بوستان بہار
مخاطب ہو بس سو روالا جناب ۔ یہ گاتی تہین ہر غیرت ماہتاب

غزل انجم

مبارک وہ وخت خوش اختر تجہے ۔ مبارک یہ داماد دلبر سے تجہے
١٢٧٩
مبارک ہو یہ اوج جشن خوشی ۔ مبارک یہ شادی بر تر سے تجہے
١٢٧٩

کرے حق تعالیٰ دوامی نصیب
ے اول کی مصرع کا آخر کا خبر
یہ ہاتف نے مصرع زبان زد کیا
ندا آئے یہ چرخ سے ایکبار
مبارک جلوس خوشی اہل جاہ ۱۲۷۹
سرور یہ داماد و دختر سمیت
تو ریخ عز و شرف ذیوقار
ہوا تخرجہ .. کا اسمین رقم

مبارک مسرت کو ہیک سے تجھے
مبارک یہ تاریخ خوشتر سے تجھے ۱۲۷۹
مبارک زمین دو نو دلبر سے تجھے
مبارک ترقی ہے ہیکبر سے تجھے
مبارک ہو یہ جاہ و افسر سے تجھے ۱۲۷۹
مبارک یہ تاریخ ہیک سے تجھے
مبارک یہ داماد و دختر سے تجھے
مبارک ہو یہ نیک اختر سے تجھے ۱۲۷۹

لی فرق دعا کہہ وہی انجم سے ہے تجھے
مبارک یہ دونو مہ و خور سے تجھے ۱۲۷۹

او دہر روشنی کا جدا کار و بار
وہ مٹی وہ مہتاب اور وہ انار
پھلجھڑی ہوائی .. وہ لوٹے تمام
وہ جہاز آتشین آتش افشان عجیب
وہی مہتاب سیار و لنی لا کلام
اوجالا دو بالا اوجالا ہوا
ہوا رات کا .. ن عیان ایکبار
غبار دان فی عالم نمایان کیا
اناروں کی شورش وہ توپوں کا زور
وہ چرخوں کی گردش برنگ سپہر
گل افشانی گلریز کے تو جھاڑ
وہی جہازوں کی آتش فشانی بہار
ہوا روشنی سی وہ روشن جہان
تا آنکھوں میں بہ گیا لوزم کا
تعجب عالم حشمت و جاہ تھا

گویا لیل وہ ہو گئی تھی نہار
غبار ہی ستاری ہزارون ہزار
وہ چرخی وہ گلریز گلزار فام
تماشیکا عالم نمایان غریب
زمین ہو گئی آسمان سب تمام
سیاہی کا منہ صاف کالا ہوا
گیا ظلمت شب سے بالکل فرار
سر چرخ روشن چراغان کیا
پٹاخوں کا او ہمین جدا زور شور
اوہر روشنی صورت ماہ و مہر
پھلجھڑیوں کی تو لوٹوں کی شور و پکار
وکیا فی سے ملے جلوہا سے شرار
فلک جون زمین اور زمین آسمان
اوجالا نظر آ گیا طور کا
تجمل دو بالا سے بر راہ تھا

خدم اور ثروت جلوس و وقار — وہ شوکت وہ صولت کی طرفہ بہار
عجب جاه اور تمکنت تہی بہم — عجب زینت و کر و فر ایک قلم
کہ جسکے تماشیکو اہل سما — زمیں سے کہتے تہی دیکہہ کر واه وا
مہ و مہر تا بیا چشم سے تہے — کواکب ادہر دیکہتے تہی جدہر
ملک حور و غلمان و جن و پری — سبہی دیکہتی تہی وہ جلوہ گری
دعا مشتری دیتی تہے بار بار — یہ نواب یا رب رہی برقرار
اسیطور زہرہ بہی با صد سرور — دعا مانگتی تہی کہ رب غفور
یہ نواب ذی جاه قایم رہے — ہمیشہ یہی بخت جم جم رہے
نئی شادمانی ہو ہر سال و ماه — رہے اوسکی آباد ملک و سپاه
یہ دختر یہ داماد تا دور دہر — رہیں شاد و آباد زیر سپہر
خدا دے انہیں آل و اولاد نیک — برائی رہے آرزو بس ہر ایک
رہی تا ابد عزت و اوج و شان — قدم میں ہو دولت جاه و ان
رہے حشمت و جاه قایم مدام — رہے کر و فر منصب و احترام
سلامت رہیں یہ جلیس و مشیر — سلامت رہیں اسکی خویش و امیر
غرض اس جلوس خوش انداز سے — بہت شوکت و جاه ممتاز سے
وہ شب گشت کا دور کر ایکبار — ہوے داخل قصر عالی وقار
اب آگے کا احوال کیا ہو رقم — ہے ارقام میں جسکے قاصر قلم
بڑی دہوم سے عزت و شان سے — تزک اور شاہانہ سامان سے
ہوئی شادی و شادمانی کی ساتہ — بہت عشرت و کامرانی کی ساتہ

ہوئی جسطرح سے یہ شادی تمام
اسیطرح سے شادیوں خاص و عام

ہوا مثنوی کا بیان اختتام — بلطف خدا اور رسول کرام
پلا ساقیا ساغر زرنگار — کہ فرحت یہ فرحت ہوئی آشکار
بفضل خداوند کون و مکان — ہوئی ختم یہ مثنوی خوش بیان
بہت فکر سے اور بہت از تہی — زبس رنج و راحت ایک انباز تہی

سپاس خدائے جہان آفرین کہ انجام خوش سے ہوئی ہمقرین
نہ تھا گو کہ مایہ سے مجھے دوستو جو انجام اسکا ادا مجھسے ہو
ولے بخت کی بخت یاری ہوئی فلک کی بہی کچہ سازگاری ہوئی
مگر سب بدولت یہ سرکار کے ہوا کام دل میرا فرخندہ پے
نہین تو کہان فکر سی تھی امید کہ مجھکو کرے اسقدر روسپید
سبب یہ کہ افلاس کی جور سے بہت تنگ ہون سختی دور سے
وسے بخت بیدار اب ہو گیا مین منظور سرکار جب ہو گیا
زیادہ نہین اور مجھکو ہوس ہے اکتفا اور یہی مجکو بس
کہ عزت سی اک نان خشک ای حضور عطا ہو تو ہو جای افلاس دور
ولیکن دوامی کی ہے چشم و آز یہی ہی ارادت یہی ہی نیاز
کہ تا اس سن آخری مین ابتلا ہر اک صبح و ہر شام با صد رجا
بدرگاہ یزدان بعد از نماز بہت صدق دل سے لیے عجز و نیاز
حضور معلے کی حق مین مدام دعا گو رہون دل سے مین صبح و شام
دگر عرض یہ ہے کہ ای ذیوقار مین ہون اک فقیر اور گدا خاکسار
زبس بے سر انجام و بیمایہ ہون بحال تباہ بطور زبون
کہ یہ نذر اوسے سے بہر رسول بچشم عنایت ہو آقا قبول
نہین گرچہ قابل سے یہ نذر کے ولی ذات عالی سے امید ہے
کہ یہ نذر سید کی ہوئے گی قبول علاوہ ازین مدعا ہی حصول
ہوئی جبکہ اتمام یہ مثنوی بہت سی خوشی مجکو حاصل ہوی
مگر فکر پھر یہ ہوئے ایکبار کہ موسوم کیا اب کرون اسکو یار
اسی سوچ مین تھا کہ دل نی کہا کہ کیا فکر ہے سوچتا ہی تو کیا
رقم اسمین ہی بزم شادی کا حال مناسب ہی یہ سال کی قیل و قال
تو کہہ بس گل بوستان سخن تو رکھہ نام ہی زینت انجمن
۱۲۷۹

در تعریف سیادت و سعادت شیم سید نصیرالدین متخلص بہ بلبل و انجم

میرے ایک مشفق ہین سید امیر
امیر رضا ہین وہ بے نظیر

بنی فاطمہ اور شریف و نجیب
وہ سب کہتے ہین اشعار رنگین عجیب

تخلص ہین ... انکی ای بخطاب
رقم اسکو کرتا ہون مین ای جناب

اک انجم گر بلبل خوش کلام
غزل ایک کہی تہی مسرت نظام

ہوئی مثنوی مین رقم وہ حضور
کہ جسمین مسرت کا ہیگا ظہور

وطن انکا ہی شہر برہان پور
جسے خلق کہتی ہے دار السرور

وے اکثر اندور مین بود و باش
یہان آگئے بہر تلاش معاش

میرے اونکا ایسا ہوا اتحاد
محبت زیادہ فزون تر وداد

اونہون نے غرض مثنوی دیکھکر
بہت خوش ہوئے اور بس جلد تر

قلم ہاتہ مین لیلے با صد سرور
یہ تاریخین تحریر کین ای حضور

تاریخ مثنوی

جناب عبد رحمن آل رسول
تخلص مین ہین سید نیکنام

اونہون نے رقم کی جو یہ مثنوی
سے ہے احوال درج اسمین شوکت نظام

میرے حال پر لکہہ با صد کرم
نہایت ہی رکہتی ہین عطاف عام

جو فرمان تاریخ لکہنے پر ہوا
تو فدوی نے ازرہ آداب تمام

پہ کر عرض الامر فوق الادب
لیا کلک کو ہاتہ مین کر سلام

کیا مین نے جب فکر تاریخ کی
زبان زد یہ مصرع ہوا شاد کام

کہ ہے درج اسمین جو شاہون کا حال
ع سے کیا ہی زبان خجستہ کلام

۱۲۶۹

لہ ایضاً تاریخ مثنوی

لیا کلک کو جبکہ بہر رقم
ہوا دل یہ ایک عالم مسرت

کیا فکر سے جب ... یاد
تو مسرور ہوکر بصد ...

شتابی سے کہنے مخاطب بفرح
قلم نے کہا محفل تہنیت

۱۲۶۹

لہ ایضاً تاریخ مثنوی

سنہ دوسری فرحت اندوزی — کہ یہ مثنوی عشرت افروز ہے ۱۲۷۹

و لہ ایضاً تاریخ مثنوی

ہے اسمین جو تحریر حال نشاط — ہنو کیون یہ پھر شمع بزم سخن
دلیل اسیر ہے نام اور حال و قال — ہے مشہور یہ زینت انجمن
یہ ہے نازکی اسکی اشعار مین — کہ ہو جسسے سرسبز باغ کہن
لئے فکر تاریخ جب دم ہوا — تصور مین یہ حاصل صد سخن
کہا فکر نے یعنی بلبل ہے تو — رکہہ اسکو گل بوستان سخن ۱۲۷۹

در تعریف جناب سیادت ماب سید طہ صاحب

میرے ایک مشفق سیادت ماب — سپہر سخنکے جو ہین آفتاب
مضامین تازہ کے استاد ہین — نئے آونکے مضمون ایجاد ہین
وہ ہے بحر سخنکے شناور نہنگ — سخنگوئی مین ہین دلاور نہنگ
ہے اسم شریف اونکا طہ عیان — وہی ہے تخلص بہی اے دوستان
اونہون نے سنا جب یہ میرا کلام — یہ تاریخ لکہی بشوق تمام

تاریخ مثنوی از سید طہ

میرے ایک ہین ہمدم و مہربان — ثنا و صفت اونکی ہے بیکران
نظر حسن رشک سودا و میر — وحید زمان اوستاد نظیر
محقق ہین سخن سنج صاحب کمال — رئیس شاعران عدیم المثال
بیانیج و آنا ہے بحر علوم — کریم عقل و بینائے عین فہوم
وہ قلزم آشنائے ہین وہ — عجب گوہر با صفا ہین وہ
بہار گلستان علم و فن — وہ بلبل بوستان سخن
انہون نے بمدح امیر کبیر — لکہی مثنوی ایک ہی بے نظیر
رقم ہو عذوبت کی اسکے نبات — حلاوت مین ہے رشک قند و نبات

مسرت ہر ایک کو ہوئی با کمال
اوسے سن ہوا دور دلکا ملال

نرالے طرح کے ہین رنگین کلام
عجب صنعتون کے ہین مضمون تمام

یواقیت و لولو ہون جیسے نثار
درخشان ہین ایسے سخن آبدار

رستے ہے جیسے سبز گلزار نظم
وہ ہے تازگی بخش بازار نظم

سنی اسکو تین کی نقاب فراغ
ہرا غنچہ دل ہوا باغ باغ

طبیعت کو حاصل ہوئی خرمی
اسیری غم سے رہائی ہوئی

لالی مین ایسے کہان سے جلا
عیان اوسمین ہین جوہر بے بہا

ہر آئینہ صاف آئینہ سا کلام
ہین حیران ہوسن اوسکو ماہ تمام

مضامین متین اوسکے ہین اور نئی
وفور فصاحت سی ہین گل بہری

دیا محفل شعر کو روشنی
ہوئی شمع سان بزم مین جب مضی

تماشائے جشن مسرت فزا
انہو سی نہین کا ہے اسمین بھرا

رسیدہ ہوا دیکھکر جسکو دل
اقین جشن جم اسی ہو منفعل

خوشا روز فرحت ہوا یہ عیان
شب غم نہان ہے یہ اہل جہان

کسی جا یہ شب گشت کا ہے بیان
فزون ہے کہین ذکر رقص بتان

تمام اسکے جب ہوسکے اکتمال
سنے تب ہوئی فکر تاریخ سال

کہا مین نے کر خشم دل سی نگاہ
ہوئی خوب یہ مثنوی واہ واہ

سر مصرع طرہ اگر ہو بیان
تو اسم مصنف ہوا اوس سی عیان ۱۲۷۹

توشیح

غبار اب ہوا غنچہ دل سے دور
ریاض سخن مین کہلا آج نور

غنا دل سے طرہ ہوئی یہ ندا
طبیعت کو میری ہے ازحد سرور ۱۲۷۹

در تعریف دوست شفیق اکمل منشی افضل الدین صاحب متخلص بافضل منشی سرشتہ کا نواب سعید

میرے ایک محب افضل الدین ہین
سخن اونکے سب خوب رنگین ہین

گلستان اشعار کی گل ہین وہ
چمن زار مضمون کی بلبل ہین وہ

تخلص اونہونکا ہے افضل عیان — کہ جون مہر گردون پہ جلوہ کنان
سنی مثنوی جب اونہون نے تمام — تو تاریخ لکھی بعد شوق تمام

تاریخ مثنوی

فلک مرتبت اور فرخندہ فال — جو ہین واسطے جاورہ خوشخصال
کرم گستر و سرور نامور — شجیع و سخی صاحب داد و فر
بجا ہے لکھون گرچہ ابر سخا — جو خورشید حشمت لکھون ہی بجا
ہوئی شادی جب اونکی فرزند کی — بڑی دہوم سے ایک دلبند کی
محب ہین میری ایک عالیجناب — شریف نجیب و سیادت مآب
اونہون نے یہ سن حال فرحت قرین — لکھی مثنوی ایک بازیب و زین
سیاہی سے جسکے خجل مشکناب — کہ ذوق سخن جسکا مصری کا آب
محبت گلون سی ہے بلبل کو جون — سخن کو طبیعت سے ہی ربط یون
ہوئی جب کہ یہ مثنوی اختتام — رہی سوچ تاریخ کی صبح و شام
سنو مینے ہے سن اس امر کا حال — لکھا جو مرے پاس استاد سال
تو حاصل ہوئی مجکو افضل طرب — رکھا نامہ تہنیت نام جب ١٢٧٩

در تعریف صداقت مرابت میان کبیر محمد صاحب

میرے ایک مشفق ہین کامل عجیب — کہ ہیگا تخلص اونہونکا غریب
میری مثنوی جب اونہون نے سنی — تو تاریخ خوش ہے یہ اوسکی لکھی

تاریخ مثنوی

سید عبدرحمن بن عیدروس — ہے سورت مین جسکا نہایت جلوس
اونہون نے لکھی مثنوی خوب ہے — فہیمون کے دل کی وہ مرغوب ہے
سخن ایک سے ایک بیش نیز ہے — عجب مثنوی عشق انگیز ہے
ہر ایک داستان اوسکا ہے سیر بہار — کہ ابر بہاری سے جون لالہ زار

اُہنی کے اسمین تصویر ہے جابجا — ہے جسے دیکھہ حیرت مین مانی ہوا
پری کی نظر گرچہ اوسپر گری — تو حیرت کا آئینہ دیکھا کرے
نہین مثنوی یہ لڑی نور کی — مسلسل ہے ایک پھلجھڑی نور کی
کیا جب تو مین نے بہی دلمین خیال — کہ کہنا عجیب و غریب اسکا سال
یہ کر فکر اور سوچ مین جو گیا — تو ہاتف سے آئی یہ مجھکو ندا
بڑا چاہتا ہیگا تیرا نصیب — یہ تاریخ لکھہ اسکی تو اے غریب
سخن اور تصویر کا مدعا — کیا کیا سید نے اسکو ادا
اوسی بزم زینت مین یکتا کیا — اتی گلشن فرحت افزا کیا
۱۲۶۹

در تعریف استاد سخن پرور منشی غلام حسین المتخلص بسرور

مرے ہین جو استاد عالی وقار — فصاحت بلاغت مین ہین ذوشعار
وسے ملک مضامین کے ہین شہریار — سے آباد اونسے سخن کا دیار
یقین یادگار نظامی ہین وہ — زمانے کے سعدی وجامی ہین وہ
غلام حسین اونکا اسم شریف — تخلص ہے سرور نہایت لطیف
سنی جب کہ حضرت نے یہ مثنوی — بشادان و فرحان کہا واہ جی
مزیدار ہین خوب شیرین کلام — حلاوت مین مصری سی سب ہم کلام
زلیخائی معنی سے ہر ایک بات — کرے جاہ مین جسکے یوسف ثبات
اوٹھا ہاتہ مین شوق دل سی قلم — یہ کی سال تاریخ او سدم رقم
یہ تاریخ ہے میرے اوستاد کی — کمال نوازش سے ارشاد کی

تاریخ مثنوی

مرے سید عبد روسی ہین دوست — جون بادام دو مغز اور ایک پوست
کہ ہے عبد رحمن اونہونکا یہ نام — سپہر سخن کے ہین بدر تمام
اونہون نے کہی مثنوی بے نظیر — سبہونکے دلونکی ہوئی دلپذیر
سنی مثنوی مین نے اوسکی تمام — ہوا شادمان سنکے اونکا کلام

شگفتہ ہوا غنچۂ دل میرا	صبا سے چمن میں ہو جون گل کھلا
ہوئی تب تو لاحق مجھے فکر سال	کہ مرقوم ہو نظم شیرین مقال
اسی فکر مین تھا کہ ایکبار گی	صدا گوش دلمین مرے آگئی
ندا ہاتف غیب سے یہ ہوئی	بنی زینت انجمن مثنوی ۱۲۷۹

منکلام منظوم متمم منظور الاخبار سورت

میرے مخدوم و مکرم ہی حبیب ذیشان	نام اونکا ہے غرض سید عبد الرحمان
شعر و اشعار اونھونکی ہین ہر یک مرغوب	ہین فصاحت و بلاغت مین وہ مشہور زمان
مثنوی ایک اونھون نی کہی ان روزون خوب	ہی اڑی تیونکی اوسکی ہر یک بیت عیان
سال تصنیف جو منظور تہا لکہنا اوسکی	پر بہار اوس سی شگفتہ ہی سخن کا بستان

سال تصنیف لکہی کشت سخن میں یہ ہی
زینت انجمن از سید عبد الرحمان

در تعریف سیادت بنیان سعادت آئین نور چشمی سید علوی عیدروسی المتخلص بہ علوی

ہین بہا نجے میرے نور چشمی	نام ہےگا اونھون کا سید علوی
سجادہ نشین ہین عیدروسی	رکہتے ہین صفات سب وہ قدسی
بستان سخنکے ہین یہ بلبل	اشعار اونھونکے سب ہین جون گل
جسوقت کہ دیکہی مثنوی خوب	خوش ہو کے اٹھالیا قلم تب
تاریخ لکہی یہ مثنوی کی	ہے سلک یہ در معنوی کی
آغاز ہوا جو اسکا محمود	انجام بھی ہووے اسکا مسعود

یہ جاسے نکلی دلمین میرے بہتر
تاریخ رکہی اونھون نے آخر

تاریخ مثنوی از نور چشمی سید علوی عیدروسی

ہین ایک میرے نیا کے عائی	اولاد علی و عیدروسی

سورت سے کہیں شاعر و نعمین یکتا — سید ہے تخلص اونکا برجا
زمرہ میں ہمارے ہوے بھاتے — حق ہے کہ وہ حق کی ہیں پیارے
نعلق نبی و علی کا اخلاق — بس ختم کیا ہے اونیہ خلاق
اک مثنوی لکھ کے آپ لائے — عاصی کو تمام بہرہ سنائی
سنتے ہی چہک اوٹھا میرا دل — کی سال کی جستجو بعاجل

مژدہ یہ صبا چمن سے لائی
بستان سخن کھلا ہے علوی ۱۲۷۹

تمت

غوث محمد کے نام کی تعداد پندرہ سو اٹھانوے ہوتے ہیں ادوشنک کا تخرجہ تین سو بیس کیا تو بارہ سو اٹھتر باقی رہے اوسمین سر جنت لیا یعنی جیم کے تین کا تعمیہ کیا تو بارہ سو اکیاسی برابر ہوے اور اخیر مصرع سی مادہ تاریخ فقط ما وہ تاریخ کی تعداد سی بارہ سو گیارہ ہوتی ہیں اوسمین سر عافیت نے یعنی عین کا تعمیہ ستر داخل کیا تو برابر ۱۲۸۱ ہجری ہوے

تاریخ وفات نواب غوث محمد خان مورخہ دوسیم ماہ ذالحجہ ۱۲۸۱ھ ارحلت نمود

کیوں ابر غم سے ہر دل پر نہ چھائے آج — کیونکر الم کا چشمہ نہ چشمن بہائے آج
سرتاج اہل دین کا ہو زیر زمین دفن — کیوں ہاں نہ خاک سر پہ اک عالم اڑائے آج
اشکو نسی لخت دل نہ بہاوی یہ چشم زار — دریا نہ کیوں کہ شیون ماتم اوٹھائے آج
بیشک ہیں سال غوث محمد وصال کی — جنت کی سیر ہمنی یہ تاریخ پائی آج
سیدنی سال فوت میں لی عافیت کا سر ۱۲۸۱ — تاریخ کیسی خوب یہ تاریخ لائے آج ۱۲۸۱

سال یہ سید کی لکھی ہو کی شاد
سر لب جو باغچہ آباد باد ۱۲۸۰

از منشی غلام محی الدین صاحب نایب قاضی غلام علی صاحب قاضی سورت

... سی بخشش کی ہاتف لی کیا ہی — مقام محمد ہے کوثر کی لب پر ۱۲۸۰

تاریخ وفات سعادت محمد خان پسر نواب غوث محمد خان والی جاورہ

کس سوز کا زمین سے فلک تک سراغ ہی — اختر نہین فلک کا جگر داغ داغ ہی
کیا نونہال محتشم الدولہ خشک سے — ویران آج جاورہ کا سارا باغ ہی
ہی شیون و بکا کا ہر ایک سمت شور و غل — اس درد سے جہان مین کسیکو فراغ ہی

سوز و الم سے سید محزون نے کہا
تاریخ درد و غم کی یہ "وہ گل چراغ ہی"
۱۲۸۰